مفردات القرآن (اردو)

تصنیف

امام راغب اصفہانی

ترجمہ و حواشی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ فیروزپوری رحمہ اللہ

جلد اول

اسلامی اکادمی

مفردات القرآن (اردو)

جلد اول

تصنیف

امام راغب اصفہانی

ترجمہ و حواشی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ فیروزپوری

شیخ شمس الحق

۲۹ کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

نام کتاب:

مفردات القرآن (اردو)

مصنف:

امام راغب اصفہانی

ترجمہ وحواشی:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ فیروزپوری

نظر ثانی:

مولانا عبدالصمد ریالوی

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

تعداد:................................ 1000

ناشر:................................ شیخ شمس الحق

مطبع:................................ عرفان افضل پریس

ملنے کا پتہ:

اسلامی اکیڈمی، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

Phone: 042-7357587

دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا﴾ (۳۔۱۱۸) مومنو! (کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا راز داں نہ بنانا۔ یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔

﴿وَمَا زَادُوْکُمْ اِلَّا خَبَالًا﴾ (۹۔۴۷) تو تمہارے حق میں شرارت کرتے۔

اور حدیث میں ہے ❶

(۱۰۶) مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ ثَلَاثًا کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یَّسْقِیَہٗ مِنْ طِیْنَۃِ الْخَبَالِ: جو شخص تین مرتبہ شراب پیئے گا تو اللہ تعالیٰ اسے لازماً دوزخیوں کی پیپ پلائے گا۔

زہیر نے کہا ❷ ع (طویل)

(۱۳۰) ھُنَالِکَ اِنْ یُّسْتَخْبَلُوا الْمَالُ یُخْبِلُوا

یعنی ایسے موقعہ پر اگر ان سے مال مانگا جائے تو وہ مال دے دیتے ہیں۔

(خ ب و)

خَبَتِ (ن) النَّارُ: آگ کا شعلہ افسردہ ہو گیا اور اس پر راکھ کا خِبَاء یعنی پردہ سا آ گیا۔ اصل میں خِبَاءٌ اس پردہ کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو ڈھانپا جائے۔ اسی بنا پر جو یا گیہوں کی بالی کے چھلکے کو بھی خِبَاء کہا جاتا ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿کُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰھُمْ سَعِیْرًا﴾ (۱۷۔۹۷) جب اس کی آگ بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو (عذاب دینے کے لئے) اور بھڑکا دیں گے۔

(خ ت ر)

اَلْخَتْرُ: اصل میں اس غداری کو کہتے ہیں جسے اس قدر کوشش سے کیا جائے کہ انسان کمزور پڑ جائے اور اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں قرآن پاک میں ہے:

﴿کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوْرٍ﴾ (۳۱۔۳۲) جو عہد شکن اور ناشکرے ہیں۔

(خ ت م)

اَلْخَتْمُ وَالطَّبْعُ: کے لفظ دو طرح سے استعمال ہوتے ہیں کبھی تو خَتَمْتُ اور طَبَعْتُ کے مصدر ہوتے ہیں اور اس کے معنی کسی چیز پر مہر کی طرح نشان لگانا کے ہیں اور کبھی اس نشان کو کہتے ہیں جو مہر لگانے سے بن جاتا ہے۔

مجازاً کبھی اس سے کسی چیز کے متعلق وثوق حاصل کر لینا اور اس کا محفوظ کرنا مراد ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتابوں یا

---

❶ الحدیث باختلاف الفاظہ فی النسائی عن ابن عمرو وحم ق د ت عن ابن عمرو (ہ عن ابی ھریرۃ) و(طب عن ابن عمرو) والترمذی عن ابن عمرو ورد(ۃ عن ابن عمرو) راجع الفتح الکبیر ج ۳: ۲۰۱۔۲۰۲۔

❷ قالہ زھیر بن ابی سلمیٰ المزنی وتمامہ .... وان یسئلوا یعطوا وان ییسروا یغلوا والبیت فی اللسان (خبل، خول) وفی روایۃ الطبری ۲۳۔۱۹۹/۷: ۲۷۸) وان یستخولوا بدل یستخبلوا ویخولوا بدل یخبلوا وکذا فی روایۃ ابی عبید فی غریبہ والعسکری فی الصناعتین وعدہ من جید المدیح قال فی الامالی (۲: ۱۵۴) ومایبالی مدح بھذین البیتین الایمدح بغیرھما والبیت فی مختار الجاھلی بشرح المصطفیٰ السقا (۱: ۱۶۳) والمختارات ۶۲ والعمدۃ (۲: ۱۲۷) و نقدالشعر ۳۳ فی سبعۃ ابیات والبحر (۷: ۱۴۳) والعقد الثمین ۹۱ والمعانی الکبیر ۵۲۹ والسیوطی ۱۰۸ قال فی اللسان والاخبال اعطاء البعیر او الناقۃ للرکوب واستخبل ای استعارمنہ والاصمعی وابو عبیدۃ فی روایتھما عن ابی عمرو انکر الاستخبال وغیرھما اثبتہ (والمعانی للقبتی ۵۴۰)۔

دروازوں پر مہر لگا کر انہیں محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ کہ کوئی چیز ان کے اندر داخل نہ ہو۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ (۲۔۷) اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

﴿وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ﴾ (۴۵۔۲۳) اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی۔

اور کبھی کسی چیز کا اثر حاصل کر لینے سے کنایہ ہوتا ہے جیسا کہ مہر سے نقش ہو جاتا ہے اور اسی سے خَتَمْتُ الْقُرْآنَ کا محاورہ ہے یعنی قرآن پاک ختم کر لیا اور آیت کریمہ:

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ (۲۔۷) خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ اور آیت:

﴿قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ﴾ (۶۔۴۶) (ان کافروں سے) کہو بھلا دیکھو تو اگر تمہارے کان یا دو آنکھیں چھین لے اور اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے۔ میں عادت الٰہیہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان اعتقادِ باطل یا محرمات کے ارتکاب میں حد کو پہنچ جاتا ہے اور کسی طرح حق کی طرف التفات نہیں کرتا تو اس کی ہیئت نفسانی کچھ ایسی بن جاتی ہے کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا اس کی خو بن جاتی ہے۔ گویا اس طرح اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔ چنانچہ اسی معنی میں فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ﴾ (۱۶۔۱۰۸) یہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر خدا نے مہر لگا رکھی ہے۔ اسی طرح آیات کریمہ:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا﴾ (۱۸۔۲۸) اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے............اس کا کہنا نہ ماننا۔

﴿وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ﴾ (۱۷۔۴۶) اور ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ اسے سمجھ نہ سکیں۔

﴿وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قَاسِيَةً﴾ (۵۔۱۳) اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔

میں اِغْفَالٌ كِنٌّ اور قَسَاوَةٌ سے بھی علی الترتیب یہی معنی مراد ہیں۔

جبائی کہتے ہیں ❶ کہ اللہ کے کفار کے دلوں پر مہر لگانے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر ایسی علامت قائم کر دیتے ہیں کہ فرشتے ان کے کفر سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور ان کے حق میں دعائے خیر نہیں کرتے۔ لیکن یہ بے معنی سی بات ہے۔ کیونکہ اگر یہ کتابت محسوس ہو تو اصحاب التشریح کو بھی اس کا ادراک ہونا ضروری ہے اور اگر سراسر عقلی اور غیر محسوس ہے تو ملائکہ ان کے عقائد باطلہ سے مطلع ہونے کے بعد اس قسم کی علامت سے بے نیاز ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مہر لگانے کے معنی ان کے ایمان نہ لانے کی شہادت دینے کے ہیں اور آیت کریمہ:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ﴾ (۳۶۔۶۵) آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں۔ کے معنی یہ ہیں کہ وہ

---

❶ هو ابو علي محمد بن عبدالوهاب الجبائي المتوفى ۳۰۳ هـ والجباء مثل رمان كورة بخوزستان من نواحي الاهواز بين فارس وواسطه والبصرة منها (التاج).

کلام نہیں کر سکیں گے۔ اور آیت (۳۳۔۴۰) میں آنحضرت ﷺ کو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانے کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت نے اپنی آمد سے سلسلہ نبوت کو مکمل کر دیا ہے۔(اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)۔ اور آیت کریمہ:

﴿وَخِتَامُهٗ مِسْكٌ﴾ (۸۳۔۲۶) جس کی مہر مسک کی ہوگی۔ میں بعض نے کہا ہے کہ خِتَامٌ کے معنی مَا یُخْتَمُ بِہٖ کے ہیں یعنی وہ چیز جس سے مہر لگائی جائے مگر آیت کے معنی یہ ہیں کہ اس کا آخری لطف اور برتن میں باقی ماندہ چھوٹ مسک کے طرح مہکے گا اور بعض نے اس سے یہ مراد لی ہے کہ اس پر کستوری کی مہر لگی ہوئی ہوگی۔ مگر یہ بے معنی سی بات ہے۔ کیونکہ شراب کو بذات خود لذیذ ہونا چاہیے اگر وہ بذات خود لذیذ نہ ہو تو اس پر مسک کی مہر لگانا چنداں مفید نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی اس کی لذت میں اضافہ کا باعث بن سکتا ہے۔

(خ د د)

اَلْخَدُّ وَالْاُخْدُوْدُ کے معنی ہیں زمین میں مستطیل اور گہرا گڑھا اَلْاُخْدُوْدُ کی جمع اَخَاوِیْد ہے قرآن پاک میں ہے:

﴿قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ﴾ (۸۵۔۴) کہ خندقوں کے (کھودنے) والے ہلاک کر دیے گئے۔

اصل میں خَدُّ الْاِنْسَانِ کے معنی انسان کے رخسار کے ہیں ❶ اور استعارۃً زمین اور دوسری اشیاء کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ لفظ وجہ (چہرہ) سے تَخَدَّدَ

اَللَّحْمُ: جسم کا لاغر ہو کر جھری دار ہو جانا خَدَّدَهٗ کسی کو دبلا کرنا۔ اس کا مطاوع تَخَدَّدَ آتا ہے۔

(خ د ع)

اَلْخِدَاعُ کے معنی جو کچھ دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کر کے کسی کو اس چیز سے پھیر دینا جس کے وہ درپے ہو اور آیت کریمہ:

﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۲۔۹) یہ (اپنے پندار میں) خدا کو چکمہ دیتے ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینے سے اس کے رسول اور اولیاء کو فریب دینا مراد ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ کوئی سا معاملہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے۔ اس بنا پر فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۴۸۔۱۰) جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔

اور ان کے اس فعل کی شناخت اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے اسے خِداع سے تعبیر کیا ہے۔

اور اہل لغت کا یہ کہنا کہ یہاں مضاف محذوف ہے اور اصل میں یُخَادِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ہے۔ پھر مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہے۔ تو اس کے متعلق یہ جان لینا ضروری ہے کہ مضاف محذوف کو ذکر کرنے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے

❶ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ (۳۱: ۱۸) ای لاتعرض عنهم استکبارا.